Al-SHARQ
Vol: 03, Isue:02, July-Dec 2022, pp:42-60

OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Online): 2710-2475
ISSN (Print): 2710-3692
www.alsharqjr.com

ہندوؤں کے چار مقدس ویدوں کا تعارف

Introduction to Hindu's Four Sacred Vedas

Syed Muhammad Rehan ul Hassan Gelani
Ph.D. Scholar, Department of Islamic studies, The University of Lahore, Lahore

Dr. Abdul Rashid Qadri
Associate Professor, Department of Islamic studies, The University of Lahore, Lahore

Submission: 28-09-2022 *Accepted: 28-10-2022* *Published:30-12-2022*

Abstract

Veda means knowledge and wisdom. The word is often used to refer to the collection of knowledge and wisdom of the ancient Brahmanas, which included four sacred books; Rigveda, Yajurveda, Samaveda, Atharaveda. All four Vedas are considered Shruti which means revealed. But based on so many insider testimonials, we don't think it's right to consider them revelaed. There are several different texts of the Vedas known as Shakhain branches. The language of the Vedas is ancient hindi language or Vedic language and is older than Sanskrit. The compilation period of vedas is from 1500 to 500 BC. The first Veda is the "Rigveda". Rig has also been used to refer to verses, mantras, praises and celebrations, while the term Rigveda means the Veda of praise songs. The rest of the Veda repeats this. Yajur is derived from Yaj and means sacrifice. It contains Rig spells divided into different sections. Its two parts are the black Yajur and the white Yajur. Sama comes from saman which means song. In this Veda, most of the Rigveda is arranged in the form of different mantras and melodies. Athara is associated with fire, either with the priest who started the fire worship or with the priests of the Angara and Atharava families, who are known to have compiled the Atharaveda.

Key Words: *Vedas, Hindu, Rigveda, Samveda, Yajurveda*

وید वेद ہندیورپی زبانوں کے گروہ کی ہند آریائی شاخ کی ایک قدیم زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ اصلی وِد विद بمعنی "جاننا"

CC BY

اور لغوی معانی علم، دانش، آگہی اور معرفت کے ہیں۔ اسے یونانی aido، لاطینی vid اور انگریزی wit سے جڑا ہوا سمجھا گیا ہے[1] اور ہند یورپی زبانوں کے خاندان کی ہند ایرانی شاخ سے متصل ہند آریائی لوگوں کی زبان کا لفظ مانا گیا ہے۔ مذہبی اصطلاح میں اسے عام اور خاص دونوں مفاہیم میں برتا گیا۔ عمومی اعتبار سے اسے قدیم برہمنوں کے اس تمام مجموعہ علم پر محیط سمجھا گیا[2] جو انہوں نے مختلف اوقات میں جمع یا وضع کیا یا نسل در نسل آگے منتقل کیا۔ اور خاص اعتبار سے اسے ہند آریائی برہمنوں کی ان مقدس کتابوں پر منطبق کیا جاتا ہے جنہیں رِگ، یجر، سام اور اتھر کا نام دیا گیا[3] خاص و عام اعتبار سے تمام برہمنی علم شروتی اور سمرتی کے دو بنیادی گروہوں میں منقسم ہیں، شروتی سے خاص یعنی الہامی جبکہ سمرتی سے عام یعنی انسانی علم مراد لیا گیا ہے، وید شروتی ہیں[4] اور اس حد تک کہ کسی بھی وید کی ایک سطر کا بھی انسانی ہونا ممکن نہیں. یہ نِتیا नित्यابدی اور اپَورُشیا अपौरुषेय ماورائے انسان، ہیں۔ ہر وید کے مزید چار حصے: سمہتا संहिता، برہمانا ब्राह्मण، آرَنیَکا आरण्यकاور اُپنِشَد उपनिषद् ہیں اور چاروں ہی شروتی میں شامل ہیں۔ مگر بعض جدید ہندوؤں[5] اور زیادہ تر مغربی ہند شناسوں کے نزدیک محض سمہتائی حصہ ہی وید ہے[6] البتہ مغربی اور مشرقی ہند شناسوں کے ہاں یہ طے ہے کہ قدامت اور دیگر ویدوں کا مآخذ ہونے کی حیثیت سے ام الوید اگر کسی کو کہا جاسکتا ہے تو وہ رگ وید کا سمہتائی حصہ ہے۔[7] ویدوں کے مفسر یاسکا اور آپستنبا کے مطابق بنیادی حصے اصلاً سمہتا اور برہمنا ہیں اور آرنیک جس میں اپنشد بھی شامل ہیں برہمانا ہی کا حصہ ہیں۔[8] مختصراً یہ کہ سمہتا جسے ویدک ادب میں رک بھی کہا جاتا ہے، تعریفی نغمات یا بھجنوں پر مشتمل منظوم کلام ہے جو مختلف دیویوں، دیوتاؤں اور مظاہرِ فطرت کی مدح اور ان سے مختلف انسانی معاملات میں مدد مانگنے پر مشتمل ہے۔ برہمانا دیوتاؤں کے حضور قربانیاں پیش کرنے اور دیگر مذہبی رسوم کی ادائیگی کے اصول و قواعد اور ہدایات کا مجموعہ ہے اور زیادہ تر نثر میں ہے۔ جبکہ آرنیک بمعنی، بیاباں نورد، رسومات کی اہمیت، ان کی مصلحتوں اور فلسفے کو بیان کرتے ہیں۔ اپنشد بھی گہرے روحانی و وجدانی اور عارفانہ و فلسفیانہ نکات پر مشتمل حصہ ہے،[9] جو انسان، پراکرتی اور ایشور کے باہمی رشتوں کی گہرائی اور معنویت کو دریافت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان حصوں کی ایک تقسیم یہ بھی ہے کہ سمہتا اور براہماکے رسوماتی حصوں کو ملا کر کرماکانڈا، آرنیکوں کو اُپاسناکانڈا اور اُپنشدوں کو جناناکانڈا بھی کہا جاتا ہے۔[10]

بعض نے کلپا سوترا اور گریہا سوترا کو بھی شروتی کہا ہے اور وید میں شامل مانا ہے،[11] انہیں شروتی کے تعلق سے شرَوتا سوترا श्रौतसूत्र بھی کہا جاتا ہے[12] حالانکہ کلپا سوترائیں دراصل چھ ویدانگا۔ جن میں دوسرے پانچ؛ شِکشا، ویاکرانا، نِرُکتا، چھندا اور جیوتِشا ہیں، میں شامل اور شروتا، گریہا، دھرما سوترا اور دھرماشاستر اپر مبنی ہیں اور شروتی نہیں بلکہ سمرتی علوم کا حصہ ہیں۔

ویدوں کے مختلف متون

شاخا کا لغوی معنی عضو یا ٹہنی ہے اور اصطلاحی طور پر یہ ویدوں کے مختلف متون یا ویدک مذاہب کے مختلف دبستانوں کے لئے مستعمل ہے[13] اس کے علاوہ اسے برہمن/ہندو دھرم کے آستک اور ناستک اعتقادی مسالک کے لئے بھی لکھا اور بولا جاتا ہے[14] ولیم مونیئر کے مطابق ویدوں کے دبستان کے لئے استعمال ہونے والا مخصوص لفظ چارنا चारण ہے اور ویدوں کے متن کے لئے خاص شاخا کا لفظ ہے، جیسے: आधीतिसाकम्، وہ وید کا ایک خاص متن پڑھتا ہے۔ اگرچہ لفظ چارنا اور شاخا مترادفات سمجھے جاتے ہیں لیکن چارنا لفظ کا درست استعمال کسی خاص دبستان کے لئے جب کہ شاخا کا لفظ مخصوص متن کی الگ شناخت کو واضح

کرنے کے لئے بولا جاتا تھا۔[15] متن یا شاخا کی اہمیت برہمنوں کے ہاں اس قدر تھی کہ وہ اپنے مقرر کردہ متن کے علاوہ کوئی بھی دیگر متن پڑھ لینے والے کو شاخارندہ शाखारण्ड یعنی غدار کہتے تھے۔[16]

ویدوں کی گم شدگی، بازیافت اور انکے مختلف متون کی موجودگی سے کسی کو انکار نہیں۔ وِشنوپُران کے مطابق اصل وید جو خدا نے ابتدائے آفرینش میں ہی رشیوں پر نازل کئے تھے وہ ایک لاکھ منتروں پر مشتمل تھے، مگر مرورِایام سے ان کا بڑا حصہ ضائع ہو گیا، چنانچہ دوسرے یُگ یعنی دواپر یُگ युगद्वापर کی ابتدا میں کرِشنا دَوَے پاینا द्वैपायनकृष्ण نے نئے سرے سے (بچے کھچے) ویدوں کو (کوروُوں، پانڈوُوں کی تاریخی جنگ جسے مہا بھارت کہتے ہیں کے دوران، پانچ ہزار سال پہلے) جمع کیا اور رِگ، یجر، سام اور اتھر میں مرتب کیا۔ پھر ایک ایک وید اپنے ایک ایک شاگرد کو سکھایا، رِگ، پائیلا کو، یجر وَیشم پاینا کو، سام جَیمنینی کو اور اتھر سُمانتا کو۔ چونکہ اس نے بہت عرصے بعد پھر سے ویدوں کو جمع کر کے مرتب کیا تھا اس لئے اس کا نام ہی وید ویاس वेदव्यास، ویدوں کو مرتب کرنے والا پڑ گیا،[17] البتہ مغربی ہند شناس وید ویاس کو ایک دیو مالائی کردار سمجھتے ہیں یا پھر اسے، مختلف ادوار میں ویدوں، اپنشدوں اور مہا بھارت کو مرتب کرنے والے بہت سارے ویدک عالموں کی ایک علامت کے طور پر دیکھتے ہیں[18] یہ وید زبانی روایت سے کسی واحد متن کی شکل میں نہیں بلکہ نسل در نسل ہزار سے زیادہ[19] تقسیمات میں اگلی نسلوں تک منتقل ہوئے۔ ویدوں کے مفسرین کو یہ اعتراف ہے کہ اس عمل میں ویدوں کے متن میں کئی اختلافات نمایاں ہوئے جو لفظی بھی تھے، ترتیب کے عتبار سے بھی، صوت اور ادائیگی کے لحاظ سے بھی، مختلف عبارتوں کو مختلف حالات پر منطبق کرنے کے حوالے سے بھی اور متون میں عبارات کی کمی وزیادتی اور اضافے کی صورت میں بھی جن کے سبب ویدوں کے لگ بھگ گیارہ سو کے قریب متون پیدا ہوئے جنہیں شاخا शाखा کا نام دیا گیا[20]

ویدوں کی زبان

ویدوں کی زبان یا قدیم ہندی *Old Indian* کے اولین آثار جو محفوظ رہ گئے، میسوپوٹیمیا؛ موجودہ شام سے دریافتہ مٹی کی تختیوں *Cuneiform* پر مرقوم ملے ہیں۔ کاربن ڈیٹینگ سے انکی تاریخ 1500 قبل مسیح متعین کی گئی ہے۔ یہ ایک معاہدے کی دستاویز ہے جو حِتّی اور مِتّنی حکمرانوں کے درمیان طے پایا۔ ہندوستان میں اسی زبان کے نمونے ویدوں کی شکل میں پائے گئے اور ان کی تاریخ 1000 قبل مسیح مقرر کی گئی۔ عام خیال یہ ہے کہ وید سنسکرت زبان میں متشکل ہوئے لیکن تاریخ زبان وادب کے ماہرین اس سے متفق نہیں[21] ان کے خیال میں گو سنسکرت بھی ہند آریائی قبیلوں کی ایک زبان ہے جو بعد میں مرتب اور منظّم صورت میں ابھری اور ویدوں کی شارح زبان بن گئی لیکن اصلاً یہ ویدوں کی زبان نہیں بلکہ ہند آریائی لوگوں کی زبان کا ایک لہجہ ہے۔ اسی طرح جیسے پراکرت زبانیں ہند آریائی گروہ میں شامل ہیں لیکن ویدکی زبانیں نہیں۔ ان کے خیال میں وید کی زبان مذکورہ لسانی گروہ یعنی ہند آریائی، کا ایک قدیم لہجہ ہے جو لغت اور قواعد دونوں لحاظ سے کلاسیکی سنسکرت سے خاصا ممتاز ہے اس لحاظ سے اسے قدیم ہندی یا ویدک زبان کہنا یا لکھنا زیادہ انسب ہے تاکہ یہ کلاسیکی سنسکرت سے ممتاز رہے۔

ویدوں کے اوزان

ویدوں کا منظوم حصہ یا سمہتائیں مختلف مگر مخصوص اوزان میں نظم کی گئی ہیں۔ گرِفتھ[22] کے مطابق مناجات مختلف اوزان میں موزوں کی گئی ہیں جن میں سے کچھ سادہ اور دیگر نسبتاً پیچیدہ ہیں اور زیادہ تر ایک ہی مناجات میں دو یا اس سے زیادہ

اوزان بھی استعمال ہوئے ہیں۔ مناجاتی نظم کا ہر بند تین یا چار سطور/مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ہر سطر میں آٹھ، گیارہ، بارہ یا اس سے بھی زیادہ جبکہ بعض اوقات پانچ یا چار بلکہ اس سے بھی کم ارکانِ عروضی/شبد انش آ جاتے ہیں۔ ویدک اوزان کے ارکان عربی یا اردو اوزان کی طرح حرکت و سکون کے امتزاجی ٹکڑوں سے تشکیل پذیر نہیں ہوتے بلکہ یہ ہجائی تسلسل یا کھٹکے سے وجود پاتے ہیں۔ مثال کے طور پر شا، شان، شانت یہ تینوں ایک رکن ہیں چونکہ بغیر ٹوٹے ایک ہی تسلسل میں ادا ہوتے ہیں، ان کے بر عکس بھا-رت دو ارکان اور پا-کس-تان، تین ارکان پر مشتمل عروضی ٹکڑے ہیں۔ ویدک مصرعے زیادہ تر بحر دھوج धोज کی طویل-قصیر اور قصیر-طویل شکلوں میں منظوم ہیں۔ ویدوں کے دو اہم اور کثیر الاستعمال اوزان اور ان کی مثالیں درج ذیل ہیں:

گایتری गायत्री

یہ ویدوں کا ایک عام الاستعمال وزن ہے۔ اسے گایتری اس لئے بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ویدوں کے مقدس ترین منتروں میں سے ایک گایتری منتر اسی وزن میں ہے۔ اس کے ہر مصرعے/سطر کے رکن آٹھ ہوتے ہیں جو قصیر-طویل کے چار چار جوڑوں میں ہوتے ہیں اور ہر بند میں تین بار آتے ہیں۔ رگ وید سمہتا کی ابتدا اسی وزن میں ہے:

अग्निमीळे पुरोहितं

اگنمیلے پرُوہِتم

यज्ञस्य देवं रत्वीजम

یجنا سیادِوام رِتوِیجم

होतारं रत्नधातमम

ہوتارم رتنا دھاتمم (23)

تَرِشْٹُبھ त्रिष्टुभ्

یہ ویدوں کا کثیر الاستعمال وزن ہے، اسے تری شُبھ اسکے تین ارکان کے سبب بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے ایک مصرعے/سطر میں ایک قصیر اور دو طویل رکن گیارہ بار اور ایک بند میں چار بار آتے ہیں:

अनारम्भणे तदवीरयेथाम

انارم بھنے تاداویرابے تھام

अनास्थाने अग्रभणे समुद्र

اَناس تھانے اگرا بھنے سمُدرِے

यदश्विना ऊहथुर्भुज्युमस्तं

یاداشوِنااُوہاتھُر بھُجیُوم آستم

शतारित्रां नावमातस्थिवांसम

شتارِترام ناوم آتستھی وامسَم (24)

رگ سمہتا میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والا وزن ترشتبھ ہے جس میں چار ہزار دو سو ترپن منتر اور سب سے کم پنکتی पङ्क्ति ہے جس میں تین سو بارہ منتر موزوں کئے گئے ہیں۔ دیگر اوزان میں گایتری میں دو ہزار چار سو اکیاون، اُنشتُبھ

अनुष्टुभ् میں آٹھ سو پچپن ، اُشنیہ उष्णिह् میں تین سو اکتالیس اور برہتی ، گاتھا وغیرہ سمیت دس متفرق اوزان میں آٹھ سو انچاس منتر بٹھائے گئے ہیں۔[25]

ویدوں کے مآخذ

سوائے چند، کم و بیش تمام ہی برہمن دھرم کے ماننے والے ویدوں کی ازلیت کے قائل ہیں اور اسے ایک الہام مانتے ہیں، ان معانی میں ہر گز نہیں جن میں ادیانِ ابراہیمی کے ماننے والے اہلِ تورات یا حاملینِ قرآن اپنی یا اپنے سے پہلی کتب کو وحی الہی اور الہام مانتے ہیں بلکہ ان معانی میں کہ کسی بھی بیرونی واسطے اور کسی بھی قسم کی کتابی صورت سے معرا، یہ چاروں وید بشکلِ علم ابتدائے عالم ہی میں آکاش سے بھی بڑے پر میشور سے سانس کی طرح بکمالِ آسانی ظاہر ہوئے ۔[26] ان کا یہ بھی یقین ہے کہ ویدوں کا کوئی نقطہ آغاز و اختتام نہیں کیوں کہ وید سے کسی بھی قسم کی کتابیں مراد نہیں بلکہ ان سے وہ روحانی قوانین مراد ہیں جو ہمیشہ سے ہیں اور جنہیں برہمانے رشیوں کے گیان میں پریرنا کے ذریعے روشن کیا۔[27] اسکے برعکس ،ویدوں میں اس حوالے سے صورتِ حال قدرے اختلافی ہے: تین وید اور انکے اوزان پُرشا کی روحانی قربانی سے پھوٹے[28] وید سکمبھا کے جسم، بالوں اور منہ سے نکالے گئے ہیں،[29] وید اندرا سے پھوٹے ہیں اور وہ ان سے ،[30] وید زماں سے پھوٹے ہیں ،[31] رِگ، سام، یجر، اوزان، پُران، اور وہ سب خدا جو فلک مآب ہیں قربانی کی باقیات سے پھوٹے ہیں۔ رگوید آگ سے پیدا ہوا، یجر ہوا سے اور سام سورج سے۔[32] ویدوں میں جہاں ویدوں کی پیدائش کو مختلف ما فوق الفطرت اشیا سے جوڑا گیا ہے وہیں ان میں ایسی سطور بھی موجود ہیں جن میں رشی خود مناجات بنانے بلکہ بڑھئی کی طرح انہیں گھڑنے کے دعوے کرتے نظر آتے ہیں :

اے با شوکت و قوت ! میں مناجاتی نے تیرے لئے ایک مناجات گھڑی ہے ایک ماہر کاریگر کی طرح جو (لکڑی کو تراش کر بیل) گاڑی بناتا ہے۔[33]

رگ ہی کی ایک اور سمہتا یعنی مناجات میں اس مناجات سے مسنوب رشی گوتما مناجات بنانے کا دعوی کرتا نظر آتا ہے[34]، کہیں کنواسا رشی یہی دعویٰ دہرا رہا ہے۔[35] ایک اور مناجات میں پھر بڑھئی کی طرح کاریگری سے مناجات تیار کرنے کا ذکر ہے.[36]

بے شمار ایسے مقامات میں سے یہ فقط چند نمونے ہیں- جہاں خود ویدوں کے منتر اور پھر سمہتائیں جو ہندوؤں کے نزدیک ابدی اور تمام علوم کی بنیاد ہیں، ہندو علماکے ویدوں کے بارے میں غیر مبدل اور ازلی و ابدی ہونے کے تصورات کو براہِ راست رد کر رہی ہیں اور اس کی جگہ یہ تصور ابھار رہی ہیں کہ ویدوں کو خود انسانوں نے تصنیف کیا جو اپنی زبان اور اس کے ادبی و علمی سرمائے کے محافظ تھے۔ رگ وید کی مناجات سے صاف نظر آتا ہے کہ ویدک قوم حالتِ جنگ میں ہے اور فطرت کی طاقتوں کو اپنی مدد اور اپنے دشمنوں کی بربادی کے لئے بے تابی سے پکار رہی ہے۔[37]

حاصل یہ کہ اولاً تو وید کی مذکورہ عبارتوں ہی میں تضاد ہے کہ وید کیسے وجود پذیر ہوئے۔ ثانیاً رشیوں کے اپنے بیانات سے ظاہر ہے کہ وہی ویدک مناجات کے تخلیق کار ہیں نہ کہ کوئی الہام یا وحی اور ثالثاً وید کے داخلی احوال سے بھی واضح ہے کہ گو ان کا کوئی حصہ کسی قدیم الہام کے بقیہ جات میں سے ہو سکتا ہو، تب بھی زیادہ تر کلام انسانی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے اپنے معبودوں کی تعریف میں انسانوں کے مذہبی و ادبی اظہارات کا مرہونِ منت ہے۔

تاریخی پس منظر

سوامی دیانند سرسوتی کے مطابق ویدوں کو ظہور پذیر ہوئے ایک ارب، چھیانوے کروڑ، آٹھ لاکھ، باون ہزار، نو سو چھہتر برس گزر چکے ہیں اور اب یہ ستترہواں سال گزر رہا ہے۔[(38)] لیکن تاریخی، لسانی اور آثارِ قدیمہ پر مبنی شواہد اس دعوی کی تائید کرتے نظر نہیں آتے۔ میکس مولر38، داکٹر مردوخ1، میکڈونل11، اور مونئیر27، وغیرہ ہند شناس تھوڑے بہت فرق کے ساتھ ویدوں کی تشکیل کا زمانہ 1500 قبل مسیح سے 500 قبل مسیح کے درمیانی عرصے کو سمجھتے تھے۔ پچھلی چند دہایوں میں وسط ایشیا سے ملنے والے آثار قدیمہ پر تحقیق نے بھی جہاں یہ ثابت کیا کہ یہی علاقہ ہند یورپی اقوام کا گڑھ رہا ہے[(39)] وہیں یہ بھی واضح ہوا کہ ہند آریائی قبائل 1800 ق م سے 1600 ق م کے درمیان اپنے مرکزی قبیلے ہند ایرانی سے جدا ہوئے۔[(40)] اور 1500 سے 1300 قبل مسیح کے دوران، جنوبی شام میں متنی ریاست پر کچھ عرصہ حکومت کرکے ہند ایرانیوں کے ہاتھوں پے در پے شکستوں کے بعد ہندوستان کی طرف ہجرت پر مجبور ہوئے۔[(41)] متنی دستاویزات اور ویدک زبان میں ہی مماثلت نہیں پائی گئی بلکہ دونوں کے کئی دیوتا بھی یکساں[(42)] پائے گئے ہیں جو دیگر اقوام میں ناپید تھے۔ ایسے اور کئی دیگر آثار و شواہد کی بنیاد پر معاصر ہند شناس اور مورخین نے بھی ویدوں کی ابتدائی ترتیب و تشکیل کو 1400 ق م مسیح کے قریب قریب قرار دیا ہے۔ معروف معاصر ہند شناس وٹزل جدید شواہد کا تجزیہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> *Clearly the Rig Veda cannot be older than ca. 1400, and taking into account a period needed for linguistic change, it may not be much older than ca. 1200 BCE."*[(43)]
>
> "(ان شواہد سے) پوری طرح صاف ہے کہ رگوید 1400 ق م سے زیادہ قدیم نہیں اور اگر لسانی تبدیلی کا عرصہ بھی مدنظر رکھا جائے تو بھی یہ 1200 قبل مسیح سے زیادہ پرانا نہیں ہو سکتا۔"

ویدوں کا انفرادی تعارف

رِگ/رِک وید- سمہتا/مناجات، یہ لفظ اپنی اصل کے لحاظ سے آرکا یا ارچا आर्च تعریف یا مدح کرنا، سے مشتق ہو کر رِچ ऋचा ہے جو اپنے مابعد لین حرف، ''وا'' آنے سے رِگ وید ऋग्वेद جبکہ تنہا رِک/رِچ بھی پڑھا جاتا ہے۔ رگ کا معنی مصرعہ، منتر، مدح اور جشن منانا بھی کیا گیا ہے، جبکہ رگوید کا اصطلاحی معنی مدحیہ نغمات کا وید ہے۔[(44)]

رگ وید کے مختلف متون

روایتی طور پر اس کے کئی متون/شاخائیں مذکور ہیں۔ پتنجلی کی پانینی قواعد کی شرح پر مشتمل کتاب مہابھاشیا महाभाष्य میں اکیس متون/شاخائیں اور ویدک متون کی تفصیل پر مشتمل کتاب چَرَناوُیُہا चरणव्यूह میں پانچ متون/شاخائیں مندرج ہیں، جن کے نام: شاکلا، باشکلا، اشولاینا، شنکھاینا اور منڈوکاینا مذکور ہیں۔ معاصر زمانے تک جزوی طور پر پہنچے والے متون میں باشکلا (جزوی) اور شاکلا (مکمل) शाकल शाखा[(45)] اور اب حال ہی میں راجستھان سے ملنے والا شنکھاینا متن[(46)] مانے جاتے ہیں۔ شاکلا متن-شاکلا سمہتا میں مناجات کی تعداد 1017 اور گیارہ ضمنی یا ذیلی مناجات- جن کے مجموعے کو والکھلیا سمہتا वालखिल्यसंहिता کہا جاتا ہے کو ملا کر 1028 بنتی ہے۔[(47)] والکھلیا کا ماخذ نامعلوم ہے مگر اسے کِھلا، کِھلانی یا کِھلاس سوکتا سے مختلف مانا جاتا ہے جو بھاشکلا متن کے حصے ہیں، رگویدک سمہتاؤں کی تقسیم دو طریقوں پر کی گئی ہے۔ ایک میں ساری مناجات کو

آٹھ حصوں میں بانٹا گیا ہے جن کا ہر حصہ آشتکا अष्टक کہلاتا ہے اور ادھیائے نام کے آٹھ حصوں میں تقسیم ہوتا ہے جنکے واحد کو ادھیایا अध्याय کہتے ہیں۔ یہ ادھیایا مختلف تعداد کے ورگوں، واحد ورگ یا ورگا वर्ग میں منقسم ہوتا ہے اور ہر ورگ مختلف تعداد کے منترا मन्त्र پر مشتمل ہے۔ دوسری تقسیم کتاب/ منڈل मण्डल کی ہے، جن کی کل تعداد دس مقرر کی گئی ہے۔ ہر کتاب/منڈل مزید، چار سے چوبیس انُوَسا अनुवाकस، پر مشتمل ہوتا ہے جس کے ہر ایک میں تینتالیس سے ایک سوترانوے تک سوکت یا سوکتا सूक्त ہوتے ہیں اور وہ متفرق التعداد منتروں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ رگوید کی انُکرمَنی अनुक्रमणी (48) سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ان کے مطابق منڈل دو سے سات میں سے ہر ایک منڈل کسی نہ کسی ایک خاندان کی مختلف نسل کے رشیوں/شاعروں کے کلام پر مبنی ہے۔ مجموعی طور پر کم و بیش دس خاندان مرکزی شمار کئے گئے ہیں جن سے رگوید کا قریب نوے فیصد حصہ منسوب ہے۔ خاندانوں کے لحاظ سے دوسرا منڈل گرِتسامدا/ بھارگوا، تیسرا وشوامترا، چوتھا وامادیوا/ گوتما، پانچواں آتری، چھٹا بھاردوجا اور ساتواں وَسِشتا کے خاندان کا مرتب کردہ ہے۔ پہلا، آٹھواں اور نواں منڈل کسی ایک خاندان سے منسوب نہیں مگر ان تینوں میں کنواسا اور انگیراسا خاندان کا حصہ دیگر شعرا سے زیادہ ہے۔ پہلی اور دسویں کتابیں اس لحاظ سے منفرد ہیں کہ ان میں تقریباً تمام مختلف خاندانوں کے شاعروں کا کچھ نہ کچھ کلام موجود ہے اور ایسا لگتا ہے کہ ان میں، کسی بھی وجہ سے دو تا سات نمبر کتب/منڈلوں سے رہ جانے والا تمام کلام ہی شامل کر دیا گیا ہے۔ ان میں اور منڈل آٹھ اور نو میں ایک نئی چیز دیکھنے کو یہ بھی ملتی ہے کہ ان میں کسی ایک رشی یا اس کے خاندان کا کلام، دو تا سات کی طرح ایک ہی جگہ نہیں ملتا بلکہ منتشر صورت میں پایا جاتا ہے۔ ایسے کئی داخلی شواہد کے سبب اکثر ہند شناسوں کے خیال میں یہ دونوں بلکہ چاروں کتب/منڈل ویدک شاعری کے آخری دور کے مرتبہ ہیں اور زمانے کے لحاظ سے 2 تا سات سے بعد کے ہیں۔ (49) دو تا سات کا معاملہ بھی یہ ہے کہ ان کے ابتدائی بھجن اگنی، معاً بعد اندرا اور اس کے بعد وشو دیوتاؤں کے لئے مخصوص ہیں اور ایسی ہی کئی دیگر یکسانیتوں کے حامل ہیں، جن سے ہرگز یہ باور نہیں آتا کہ یہ مجموعے مختلف زمانوں اور الگ الگ خاندانوں کی آزادانہ تخلیق ہیں بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے انہیں کسی ایک یا زیادہ سے زیادہ دو ادوار میں، ارادی طور پر ایک یا کئی ہم زمان و ہم خیال مرتبین نے جمع کیا ہے۔ (50) اور محض ادوار کا اختلاف ظاہر کرنے کے لئے اور اعتبار بخشنے کے لئے پرانے زمانے کے مختلف مشہور خاندانوں اور رشیوں سے وابستہ کر دیا ہے۔ (51) منڈل آٹھ اور نو اس لحاظ سے بھی دیگر سے مختلف ہیں کہ آٹھ کے تمام بھجن تقریبا ایک ہی وزن: گاتھا، کی مختلف عروضی شکلوں میں منظوم لیکن دیگر ویدوں کی معینہ ترتیب سے معرا ہیں اور نو کے تقریبا تمام بھجنوں میں (قدیم دور کے) نشہ آور مشروب سوما رس کو مخاطب کیا گیا ہے، جس کے رس سے دیوتاؤں کے محلات میں رسائی ممکن ہے (52) اور جس کے ذریعے دیوتا اپنے بھگتوں کو پاک کرتے ہیں (53)

رگوید کے متاخر منڈلوں تک آتے آتے کئی دیوی دیوتا ماند پڑ گئے ہیں، اندرا اور اگنی نے اپنی جگہ قائم رکھی ہے مگر محض وِشوا دیوتاؤں کی اہمیت پہلے سے سوا ہوئی ہے اور ابتدائی سادہ عقیدت کی جگہ بعض تجریدی تصورات جیسے ایمان اور قہر وغیرہ ابھرتے نظر آتے ہیں اور کئی نئے موضوعات سامنے آتے ہیں جو سابقہ کتب کے لئے اجنبی ہیں، جن میں تکوینی افکار، ازدواجی معاملات، آخری رسوم اور جادو ٹونے کے منتر وغیرہ شامل ہیں (54) رگوید کی فہرستوں سے یہ امر بھی سامنے آتا ہے کہ بعض مناجات میں مذکور خواتین انکی شاعرات بھی ہیں۔ ان میں اپالا اتریی، آنگیرَسی ششاوتی اور گھوشا کاکشاوتی وغیرہ جو ویدک رشیوں

کے خاندان سے منسوب کی گئی ہیں کے علاوہ 20 کے قریب دیگر خواتین کے نام بھی شامل ہیں۔[55]

اس کے علاوہ کئی مناجات میں بادشاہوں اور شہزادوں کی تعریف اور انکی طرف سے رشیوں/شاعروں کو عطیات ملنے کا ذکر بھی ہے،[56] شاہ وِبھندو رشی کو عطیات دیتا ہے،[57] بلکہ کئی مناجات کے تو رشی/شاعر بھی بادشاہ ہیں۔[58] رگوید سمہتا کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ یہ دیگر تینوں ویدوں کی مآخذ ہے اور برہمی مذہب کا ایسا اساسی مجموعہ ہے جس کی مناجات ان کی روزمرہ زندگی کا حصہ بنتی ہیں، دیوی دیوتاؤں کا قرب حاصل کرنے کے لئے دہرائی جاتی ہیں اور مذہبی رسوم کی ادائیگی ان کے بغیر ممکن نہیں سمجھی جاتی مگر تعجب کی بات ہے کہ خود سمہتائی متن میں ایسی کوئی ہدایات نظر نہیں آتیں جو ان کی ادائیگی سے متعلق ہوں اور نہ ہی ان میں مختلف تقریبات یا مواقع کی نشاندہی ملتی ہے جہاں ان مناجات کو پڑھا جائے۔[59]

رگوید-برہمانا/رسومات

برہمانا کا معنی ہے برہمنوں سے متعلق، چنانچہ وید کا وہ حصہ جو مناجات کے استعمالات کے حوالے سے برہمنوں یعنی ویدک مذہب کے علما کے لئے ہدایات پر مشتمل ہے برہمانا کہلاتا ہے۔ان برہمنوں میں جو خاص کر رگ وید کی سمہتا پڑھنے پر مقرر تھے کو ہوتری کہا جاتا تھا اور اس میں انہی کے لئے مناجات پڑھنے، ان کے ذریعے مراقبات انجام دینے،، قربانیوں کے رسوم ادا کرنے اور ویدک مذہب کی دیگر تفصیلات و ہدایات زیادہ تر نثری زبان میں مذکور ہیں۔ سیانا کے مطابق ان کے محتویات آٹھ ہیں: اتہاسا इतिहास تاریخ، پُرانا पुराण قدیم روایات، وِدیا विद्या علم مراقبہ، اُپنِشَد उपनिषद् عارفانہ علوم، شلوکا शालुक، سوترا सूत्र آداب، ویاکھیانا व्याख्यान تشریحات، اور انو ویاکھیانا अनुव्याख्यान تفصیلات[60]۔ چونکہ یہ سمہتا حصے سے متخرجہ ہدایات کے مجموعے ہیں اس لئے ان کا اصل مناجات سے مابعد وجود پذیر ہونے میں ہند شناسوں میں کوئی دو رائے نہیں پائی جاتی ( )۔ رگ وید کے دو براہما ہیں۔شاکلا متن کے برہمانا حصے کا نام: ایتریا ऐतरेय براہما اور بھاشکلا متن کے براہما حصے کا نام: کوشیتکی براہما ہے ،اسی کو انکھایانا براہما بھی کہا جاتا ہے۔رگوید کے آرنیکاس اور اپنِشد-آرنیکاس اور اپنشد کو بھی روایتی طور پر براہما ہی کے ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے جیسے ویدک مفسر سیانا کی تصریح گزر چکی۔آرنیکا کا مفہوم ہے جنگلوں اور بیاباں سے متعلق، یہ حصہ براہما ہی میں شامل ہے مگر اس کا رسوم کی ادائیگی سے تعلق نہیں بلکہ جنگلوں میں جا کر مذہب، دیوتاؤں اور مذہبی رسوم کے روحانی مفاہیم تلاش کرنے سے ہے۔ یہ چونکہ براہما کا حصہ ہے اس لئے اسے بھی ایتریا آرنیک اور کوشیتکی آرنیک کا نام دیا گیا ہے۔ رگ وید کے اپنشد-اُپ کا معنی ہے قریب اور نِشد کا معنی ہے نیچے بیٹھنا، سو اپنشد کا لغوی معنی گُرو یا استاد کے قریب ہو کر نیچے بیٹھنا ہے، مگر ہندو علما کے مطابق اس کا معنی اپنی جہالت کو روح اعلیٰ کا علم حاصل کرکے ختم کرنے کا ہے۔[61] اپنشد برہمانا کا آخری حصہ ہیں۔ یہ سمہتاؤں کے مجسم مظاہر اور دیوتاؤں کی بے شمار کثریتی علتوں کے برعکس، مگر کثریت پرستی ہی کی وحدیتی علت العلل کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔ اسے یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ دراصل کثرت پرستی کی وحدیتی علت کو دریافت کرکے اصنام پرستی کو ایک نئی مابعد الطبیعات سے روشناس کروا رہے ہیں جس نے آگے چل کر ویدانتا کی شکل میں وحدیتی کثرت کے تجسیمی و تشبیہی فلسفے کی بنیاد رکھی ہے۔ آرنیک اور اپنشد چونکہ معناً ایک دوسرے سے وابستہ سمجھے جاتے ہیں سو ان کے نام بھی براہما اور آرنیکوں کے نام پر ایتریا اور کوشیتکی اپنشد ہیں۔

یجر/یجس وید۔

تج سے نکلا ہے اور اسکے معنی قربانی کے ہیں۔اس میں وہ قاعدے اور منتر درج ہیں جو ادھر ویو अध्वर्यु پجاری اور ان کے نائبین قربان گاہ تیار کرتے، اس پر غلاف چڑھاتے، قربان ہونے والے جانور یا انسان کو ذبح کرتے، اور مشروبات دیوتاؤں کی نذر کرتے (یعنی ان کے استھانوں پر بہاتے) وقت انجام دیتے اور ادا کرتے تھے۔اس میں زیادہ تر منتر رگ سمہتا ہی کے ہیں(62)لیکن وہ اپنی اصل صورت میں اور مسلسل نہیں بلکہ مذہبی اعمال و رسوم کی ضروریات کے تحت بٹی ہوئی شکلوں اور مختلف ٹکڑوں میں پائے جاتے ہیں۔(63)جن میں جا بجا ہدایات کے لئے نثری اختصاریے شامل کئے گئے ہیں۔جو حصے رگ کے نہیں وہ منظوم بھی نہیں، نثری ہیں اور مختصر ہیں۔(64)یہ نثری حصے بھی دیوتاؤں کی مدح یا ان کے آگے مناجات پر مشتمل نہیں ہوتے بلکہ قربانی، اسکی شرائط و لوازمات، اسکی انجام دہی، اور اس کے مختلف مرحلوں پر ادا کئے جانے والے اعمال یا پڑھے جانے والے منتروں کی تکنیکی تفاصیل پر مشتمل ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر: अग्ने:इदम्، اِدَم اَگنِہ، یعنی یہ (شے یا عمل یا منتر) اگنی کے لئے ہے۔ایک اور لحاظ سے دیکھیں تو ہندو دھرم کے مذہبی ادب کی بنیادی اکائی منتر ہیں جیسے تینوں بڑے الہامی مذاہب، یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی مذہبی کتب کی بنیادی اکائی آیات ہیں۔ ہندوؤں کے ہاں منتروں کی تین بنیادی اقسام ہیں، رِک؛ جو مدحیہ یا دعائیہ وغیرہ مناجات پر مشتمل ہو، اور ویدک اوزان میں ہو۔ساما؛ جو مناجات پر مشتمل ہو، ویدک اوزان میں ہو اور برہمنوں کی مقرر کی گئی خاص دھن میں مرتب ہو۔یجس؛ مناجات نہ ہو، وزن کی بجائے نثر میں ہو اور گایا نہ جائے بلکہ ترنم کی بجائے مقرر کردہ کسی خاص آہنگ میں تحت اللفظ پڑھا جائے۔(65)مجموعی طور پر یجر وید کا آدھا حصہ رگوید کے رک منتروں کا ہے جبکہ آدھا یجس منتروں کا۔(66)

یجر وید کے مختلف متون

یجر کو عام طور پر ایک ہی وید تصور کیا جاتا ہے لیکن اصل میں یجر نام کا متن صرف ایک نہیں بلکہ کئی ہیں۔مہابھارت کے مطابق اسکے متون/شاخاؤں کی تعداد ایک سو ایک اور شُکلا/سفید یجر کے اپنشد، مُکتی کُپانِشَد میں ایک سو نو بتائی گئی ہے(67 47، ص: 6-7)۔لیکن یہ سب بنیادی طور پر دو متون یعنی سیاہ یجر اور سفید یجر میں سے کسی ایک نام کے تحت ہی شامل مانے گئے ہیں جو کئی حوالوں سے اپنی الگ الگ شناخت رکھتے ہیں۔دونوں اپنے موضوع اور ضمنی مواد کے ایک ہونے کے باوجود اپنی الگ الگ ترتیب، مواد کے مخصوص برتاؤ، سمہتائی منتروں کے عین درمیان تسلسل سے براہمانا حصے کی آمیزش یا عدم آمیزش اور کئی جگہ ایک ہی رسم کے ذیل میں الگ الگ عبارتوں کے سبب ایک دوسرے سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے۔چنانچہ موضوع اور مواد میں یکسانیت کا ذکر کرنے کے باوجود ڈاکٹر ویبر کے مطابق یہ نہ صرف ترتیب میں اساساً مختلف ہیں بلکہ :

"..each Yajus possesses an entirely independent literature." (68)

"ہر یجس یکسر آزادانہ ادب کا حامل ہے۔"

ایک اور دلچسپ امر یہ ہے کہ دونوں، یجر وید/یجس وید کے ساتھ ساتھ، مزید تین تین ناموں سے پہچانے جاتے ہیں۔یوں کہ وشنوپُرانا کے مطابق ویدویاس کا جو شاگرد یجر وید کو اپنے استاد سے سیکھ کر اس کی تعلیم پر معمور ہوا وہ ویشم پاینا تھا۔آگے اس کا ایک شاگرد تھا جس کا نام یجناولکیا تھا۔استاد نے اس سے ناراض ہو کر اسے اپنے سکھائے ہوئے علم سے الگ ہونے کا کہا،

اس نے منہ کے ذریعے وہ سب متون اپنے شکم سے خارج کر دیئے جو خون کے دھبوں سے داغدار تھے۔ پاس ہی ویشم پاینا کے چند دیگر شاگرد موجود تھے جنہوں نے انہیں تیتّرا तैत्तिर، یعنی تیتروں کا غول بن کر اپنی چونچوں سے جمع کر لیا۔ اس واقعے کے پیشِ نظر یجر وید کا نام تیتّریا کرِشنا یجر وید اپڑ گیا۔ دوسری طرف وجناولکیا نے سورج کی مدح میں قصیدہ کہہ کر اسے سنایا اور اس کے آگے جھک کر انعام میں یجر کے ایسے متون کا طالب ہوا جو اس کا پیشوا بھی نہ رکھتا ہو۔ سورج نے وَجن (گھوڑے) کا روپ دھار کے اسے ایسے متون لا دیئے جنہیں ویشم پاینا بھی نہیں جانتا تھا۔[69] یہ ایاتایاما یجر وید اکہلائے اور ان کے پڑھنے والوں نے وجن کی نسبت سے وجس اور جو وہ پڑھتے تھے نے وَجسنے ای/وجسنیا سمہتا کا نام پایا جبکہ اسے سورج کی سفیدی کے سبب، [70] یا اپنی واضح ترتیب کے باعث [71] سفید یجر کا نام ملا۔ دوسری طرف کرشنا یجر وید اکو اپنے سیاہ داغوں یا غیر واضح ترتیب کی وجہ سے سیاہ یجر وید کا نام ملا۔ [72] وجہ جو بھی ہو یا یہ دونوں ایک دوسرے سے جتنے بھی مختلف رہے ہوں یہ دونوں یقیناً یجنا یعنی قربانی کی رسوم کے ہدایت نامے ہونے کی ہی وجہ سے یجس یا یجر وید کہلائے۔ ایک نے کرشنا یجر وید ا، سیاہ یجر اور تیتریا سمہتا کا نام پایا اور دوسرے نے شُکلا یجر وید ا، سفید یجر وید اور وجسنے ای/وجسنیا سمہتا کا۔

سفید یجر وید ا۔

اسی کو شُکلا یجر وید ا اور وجسنے ای/وجسنیا سمہتا بھی کہا جاتا ہے۔ شُکلا کا معنی خالص ہے اور چونکہ یہ اپنی یجس سمہتا کو۔ کرشنا یجر وید کے برعکس، جس کی سمہتائیں اور براہمنا حصہ ہر سطر/منتر میں باہم دگر آتے ہیں سے، خالص رکھتا ہے اس لئے اسے شکلا کہا جاتا ہے [73]

دیگر ویدک ادب کی طرح اس کا بھی کوئی ایک طے شدہ متن نہیں بلکہ کئی متون ہیں۔ پنڈت وانمایا نے ان کے مندرجہ ذیل نام درج کئے ہیں: [74] 1۔ جبالا شاخا، 2۔ بَودِھیَا شاخا، 3۔ کانوا شاخا، 4۔ مادھیَن دینا شاخا، 5۔ شابِےای شاخا، 6۔ تپانیا شاخا، 7۔ کپولا شاخا، 8۔ پَونڈراوستا شاخا، 9۔ اوانِکا شاخا، 10۔ پَرَماوَنِکا شاخا، 11۔ پراشرا شاخا، 12۔ وَینے یا شاخا، 13۔ وَیدھے یا شاخا، 14۔ کاتیاینا شاخا، 15۔ وَےجَوَاپا شاخا۔ ان میں سے اب صرف دو متون باقی ہیں جو ابواب/ادھیائے، انوکا اور مختلف کانڈکا/کانڈ میں منقسم ہیں۔ [75] ان میں ایک بڑا حصہ رِگ سمہتا کے منتروں اور اتنا ہی یجس ہدایات [76] کا پایا جاتا ہے جن کی وجہ سے ان کا نام یجر وید ہے۔ باقی رہ جانے والے دو متون کے نام مدھین دینا اور کانوا ہیں۔ وشنو اور بھاگوتا پُران کے مطابق دونوں میں سے اولین کانوا ہے۔ [77] یہ دونوں بنیادی طور پر اپنے مواد اور اس کی تقسیم میں قدرے یکساں تو ہیں مگر دونوں کے متن میں لفظی و ہجائی نوعیت کے کئی اختلافات [78] سمیت قربانی کے قواعد سے متعلق بنیادی نوعیت کا فرق موجود ہے۔ [79] دونوں گو چالیس چالیس ادھایائے پر مشتمل ہیں لیکن مدھین دینی تین سو تین اور پچیس عدد کے فرق کے ساتھ، کانوا تین سو اٹھائیس انوکاس میں منقسم ہے۔ کانوا میں منتر کی تعداد 2086 جبکہ مدھین دینا میں 1975 ہے جو کانوا کے منتروں سے ایک سو گیارہ منتر کم ہے۔ [80]

۔ سفید یجر براہمانا۔

کانوا اور مدھین دینا دونوں کا براہمانا حصہ، شَتاپتھا/شَتپَتھ (سوراستوں والا) برہمنا کہلاتا ہے، جو مزید: کانوا شتپتھا اور مدھین دینا شتپتھا میں منقسم ہے۔ کانوا شتپتھا کے 17 کانڈا، ایک سو چار ادھیایا اور چھ ہزار آٹھ سو چھ کانڈکا ہیں۔ جبکہ مدھین

دیناشتپتھا کی ترتیب مختلف ہے اور وہ 14 کانڈا، سوا دھیایا، چونسٹھ پراپاٹھاکا، چار سواڑ تیس براہمانا اور سات ہزار چھ سو چوبیس کانڈکا پر مشتمل ہے۔ (81) یہ ترتیب کے علاوہ کانوا سے اس حوالے سے بھی مختلف ہے کہ اس کے کئی براہمانا کانڈوں خاص طور پر ادھیایا چھبیس سے پینتیس تک میں اضافی منتر پائے جاتے ہیں جو کانوا میں نہیں ہیں۔ (82) ان دونوں کے مطالعے سے ایک اہم امر یہ بھی سامنے آتا ہے کہ ان دونوں میں آنے والے رِک، رگوید کے اس حصے سے زیادہ متعلق ہیں جس کے بارے میں ماہرین کا خیال ہے کہ وہ اولین ویدک دور سے بعد کے ہیں۔ انکا آرنیک حصہ بریہد آرنیک کہلاتا ہے۔ (83) ایک اپنشد بریہد اپنشد اور ایک ایشا اپنشد ہے۔

سیاہ یجر وید ا۔

کرشنا یجر وید ا یا تیتیریا سمہتا کا نام اپنی غیر واضح ترتیب، بے ترتیبی یا جس سبب بھی پڑا یہ واضح ہے کہ اس کے متون بھی تیتر کی ٹولیوں کی طرح بکھرے ہوئے اور متعدد ہیں۔ ایک ٹولی چارَکا شاخا کے بارہ مختلف متون، دوسری میترایَنیا کے چھ متون، تیسری کھانڈِکیا کے پانچ متون اور چوتھی تیتریا کے دو متون پر مشتمل ہے۔ چَرَناوُیُہا चरणव्यूह اور کئی پُرانوں میں اسکے متون/شاخاوں کی تعداد چھیاسی تک دی گئی ہے۔ (84) چند متون کے نام درج ذیل ہیں: 1۔ چارَکا، 2۔ آہورَکا، 3۔ کَتھا، 4۔ پَرَچا، 5۔ کَپِش/ کَپِس تھلا، 6۔ چارلَینیا، 7۔ وَرَلَینیا، 8۔ شوِیتا شوِے تَرا، 9۔ اَوپامَنیاوا، 10۔ پَتَن دَنیا، 11۔ مَیترایَنیا، 12۔ مانَوا، 13۔ وَراہا، 14۔ دُندُوبھا، 15۔ چاگَلیا، 16۔ ہارِی دَراوِیا، 17۔ شِیامَا، 18۔ شِیامایَنَا، 19۔ تَیتیرِیّا، 20۔ اَوکھِیا، 20۔ کھان دِکِیا، 21۔ آپَس تَنبا، 22۔ بھَرَدواجا، 23۔ ہَرَنیا کیشن، 24۔ بَودَھایَنا، 25۔ سَتیَاشادھا، 26۔ آترِیا، 27۔ آلَمبی، 28۔ پالَنگا، 29۔ کوندِنیا، 30۔ ٹَنڈِی وغیرہ۔ اس کے فی زمانہ پائے جانے والے متون میں تَیتّریا، مَیترایَنی، کاٹھَکا اور کَپِس تھَلا (جزوی ٹکڑوں میں) ہیں۔ تیتّریا سات اشتَکا، چوالیس پراشَنا، چھ سواِکیاوَن انوَکا اور اکیس سو اٹھانوے کانڈکا میں منقسم ہے۔ (85)

اسکی ایک اور ترتیب کے مطابق اس کے سات کانڈ اور چوالیس پراپاٹھَکا ہیں جب کہ مَیترایَنی متن کے چار کانڈ اور چوّن پراپاٹھَکا ہیں۔ (86) کاٹھکا متن پانچ حصوں پر مشتمل ہے جس کے پہلے تین حصے چوالیس ستانکا میں منقسم ہیں جب کہ چوتھا ہوتار پروہتوں کے لئے اکٹھے کئے گئے رِک منتروں اور پانچواں گھوڑے کی قربانی سے متعلق ہدایات پر مبنی ہے۔ (87) تینوں میں براہماناں اور سمہتا حصہ خلط ملط ہونے کے سبب مواد کی یکسانیت ہے مگر باہمی ترتیب مختلف ہے اور لفظی و ہجائی فرق نمایاں ہے۔ براہمانا حصہ۔ تیتریا کے براہمانا حصے کا نام تیتیریا براہمانا، آرنیک کا نام تیتیریا آرنیک اور اپنشد کا نام تیتیریا اپنشد ہے۔ کاٹھکا کے براہمانا حصے کا نام سَتادھیا براہمانا ہے جو جزوا دستیاب ہے۔ اسکے آرنیک کا نام کاتھا اور اپنشد کا نام کاتھا اور کاتھا شِکشا اپنشد ہے۔ میترایِنی کا براہمانا غیر معلوم ہے جبکہ آرنیک اور اپنشد اسی نام سے ہیں۔ سیاہ یجر کا ایک اپنشد شویتا شواترا نام کا بھی ہے (88)

سام وید۔

سام سامن سے ہے جسکا معنی گیت ہے۔ اس وید میں زیادہ تر رگوید کے مختلف منتروں کو، مختلف گیتوں اور دھنوں کی شکل میں ترتیب دیا گیا ہے۔ دیگر ویدوں کی طرح اس کے بھی کئی متون بیان کئے گئے ہیں جن کی تعداد پتنجلی کے مطابق ایک ہزار تک پہنچتی ہے لیکن اب اسکے تین ہی متن باقی ہیں جو گرِفتھ کے مطابق: کَوتھُما، رنایانیا اور جیمینیا ہیں۔ سام وید سمہتا دراصل مناجاتِ رِگ کی ہی ترتیبِ نو ہے، جسے اُدگاتری پروہت ٹکڑوں میں بانٹ کر ان مختلف مذہبی تقاریب میں بتکرار گاتے تھے جن

میں سومارس کو دودھ کے ساتھ ملا کر مختلف دیوی دیوتاؤں کے استھانوں پر بطور نذر گذرانا جاتا۔[89] اس کا زیادہ تر مواد رگوید کے منڈل آٹھ اور نو سے لیا گیا ہے۔[90]

یجر کی طرح یہاں بھی رگ کے منتروں کو پوجا کی ضروریات کے تحت نئے سانچوں میں ڈھال لیا گیا ہے۔ اس کے کل بند پندرہ سو انچاس ہیں جن میں سے صرف 75 رِگ میں نہیں پائے گئے۔[91] اس کے دو حصے ہیں، پہلا گانا اور دوسرا آرچیکا کہلاتا ہے جو پُروآرچیکا اور اُتّر آرچیکا میں تقسیم ہے۔[92] پُروآرچیکا چھ پراپاٹھکا میں بٹا ہے جو مختلف دَسِکَ/دَسَت میں تقسیم اور دس دس بندوں پر مشتمل ہیں۔ پہلے بارہ دَسک/دَسَت اگنی، دوسرے چھتیس اندرا اور آخری گیارہ سوما کے لئے ہیں۔[93] پہلے حصے کا نام گَرامیاگانا ہے جو سترہ پراپاٹَھکا اور آرنیاگانا چھ پراپاٹَھکا میں منقسم ہے[94] (9، ص: 61)۔ ان میں سے پہلا آباد جگہوں اور دوسرا جنگلوں میں گانے کے لئے مقرر ہے۔[95] اس کے دو آخری حصے اُہاؔ اور اُہیا گانا بالترتیب تیئیس اور چھ پراپاٹھکا پر مشتمل ہیں جو گرامیا گانا کی ترتیب کے مطابق ہیں۔[96]

براہمانا حصہ - اس کا براہمانا حصہ پنچاوِمساسدوِمسا اور جَیمِینا کہلاتا ہے۔ اس کا ایک معروف اپنشد چھندوگیا ہے، دوسرے اپنشد کینا اور جیمینیا ہیں[97]

اَتھروَن/اَتھروَا/اَتھروید۔

اتھر آگ سے منسوب ہے یا اس پجاری سے جس نے سب سے پہلے آگ کی پوجا شروع کی[98] یا پھر انگیرا اور اتھروا خاندان کے پروہتوں کی طرف جنہیں اتھروید کا مرتب جانا گیا۔[99] چَرَناوُیُہا کے مطابق اسکے متون/شاخا کی تعداد نو ہے جن کے نام ذیل ہیں: 1۔پَیپّلادا، 2۔سَتَوَدا، 3۔مَودا، 4۔ شَونَکِیا، 5۔ جاجَلا، 6۔ جَلَدا، 7۔ برہماوادا، 8۔ دیوادرشا، 9۔ کارَنوَیدیا۔[100] اس کے باقی رہ جانے والے متون میں شَونَکَا اور پَیپَلادا ہیں۔ اس میں بھی یجر اور سام کی طرح رگوید کے مناجاتی حصے شامل ہیں۔[101] یہ مجموعی طور پر جھاڑ پھونک اور جادو ٹونوں پر مشتمل مجموعہ ہے جس میں مختلف بیماریوں، موذی جانوروں، جنوں بھوتوں، بد روحوں اور براہمنوں کے دشمنوں سے نجات کے وظیفے یا دم مذکور ہیں۔[102] اس کی ترتیب چار پراپَٹھکا، بیس کانڈا، سات سو چھتیس سوکتا اور چھ ہزار ستتر منترا میں کی گئی ہے۔ میکس مولر کے مطابق اصلاً اس کے اٹھارہ کانڈا تھے جن میں دو کا اضافہ بعد ازاں کیا گیا۔[103]

براہما حصہ - اس کے براہمانا حصے کا نام گوپَتھا براہمانا ہے اور اس کے اپنشد مُنداکا، مَنڈوکیا اور پراشنا ہیں۔[104]

حاصل کلام:

وید ہندؤں کے لیے وہی حیثیت رکھتے ہیں جو مسلمانوں کے لیے قرآن، عیسائیوں کے لیے انجیل اور یہودیوں کے لیے بائبل کی ہے۔ تمام برہمن دھرم کے ماننے والے ویدوں کی ازلیت کے قائل نظر آتے ہیں اور ان کتابوں کو الہامی مانتے ہیں۔ دیگر الہامی مذاہب اور ہندودھرم کے اس عقیدے کے مابین فرق یہ ہے ہندوؤں کے نزدیک یہ چاروں وید کسی بھی بیرونی واسطے اور کسی بھی قسم کی کتابی صورت سے معرا ابتدائے عالم ہی میں آکاش سے بھی بڑے پر میشور سے سانس کی طرح بکمالِ آسانی ظاہر ہوئے۔ ان کے خیال میں ویدوں کا کوئی نقطہ آغاز و اختتام نہیں۔ ویدوں میں جہاں ویدوں کی پیدائش کو مختلف مافوق الفطرت اشیا سے جوڑا گیا ہے وہیں ان میں ایسی سطور بھی موجود ہیں جن میں رشی خود مناجات بنانے بلکہ بڑھئی کی طرح انہیں گھڑنے کے

دعوے کرتے نظر آتے ہیں۔ ایسے بہت سے بیانات سے یہ علم ہوتا ہے کہ ویدوں کو خود انسانوں نے تصنیف کیا جو اپنی زبان اور اس کے ادبی و علمی سرمائے کے محافظ تھے۔ اس لیے انہیں الہامی نہیں کہا جا سکتا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

(1) *Maurice Bloomfield, The Religion of the Veda: The Ancient Religion of India, from Rig-Veda to Upanishads.(New York: G.P Putnam's Sons, 1972), 17.*

(2) *Max Muller, The Upanishads. (Oxford: Clarendon Press, 1884), 111.*

(3) *John Murdoch, An Account of the Vedas: With Numerous Extracts from the Rig-Veda. (London, United Kingdom: The Christian Literature Society, 1897), 1.*

(4) *Manu, and Buhler Georg. The Laws of Manu. Edited by Max Muller. (London, UK: Clarendon Press, 1886), 26.*

(5) *Sanjeev Newar, Divine Vedas. (Delhi, India: Ronak Tervidi, 2017), 3-6.*

(6) *Albrecht Weber, The History of Indian Literature. Translated by John Mann and Theodor Zachariae. (London, UK: Kegan Paul, Trench Trubner @ Co, 2002), 00*

(7) *Sarvepalli Radhakrishnan, The Cultural Heritage of India. (Calcutta, India: Ramakrishna Mission, Institute of Culture, 1975), 185.*

(8) *Sarvepalli Radhakrishnan, The Cultural Heritage of India.183*

(9) *V, Jayaram. "Scriptures of Hinduism." Accessed November 11, 2022. https://hinduwebsite.com/hinduism/hinduscriptures.asp.*

(10) *Radhakrishnan, Sarvepalli. The Cultural Heritage of India, 183*

(11) *Ibid*

(12) *Brian Smith (1998). Reflections on Resemblance, Ritual, and Religion. Motilal Banarsidass P: 120*

(13) *John Dowson,. A Classical Dictionary of Hindu Mythology and Religion: Geography, History and Literature. (UK, London: Trubner and Co, 1888), 1262. / Vaman Shivaram Apte, In The Practical Sanskrit-English Dictionary: Containing Appendices on Sanskrit Prosody, Important Literary*

and Geographical Names of Ancient India. (Springfield, VA: Nataraj Books, 2012),913

(14) *Radhakrishnan, Sarvepalli; and Moore, Charles A. A Source Book in Indian Philosophy. Princeton University Press; 1957. Princeton paperback 12th edition, 1989. p560*

(15) *John Dowson,. A Classical Dictionary of Hindu Mythology and Religion: Geography, History and Literature,1262*

(16) *Shivaram Apte, The Practical Sanskrit-English Dictionary, 48*

(17) *Sarvepalli Radhakrishnan, The Cultural Heritage of India. (Calcutta, India: Ramakrishna Mission, Institute of Culture, 1975), 182,183*

(18) *B.O.R.I, The Mahabharata, critical and illustrated edition, (Poona: Bhandarkar Oriental Research Institute Press, 1933-59), 1: ciii*

(19) *Dowson, John. A Classical Dictionary of Hindu Mythology and Religion: Geography, History and Literature. (London, UK: Trubner and Co, 1888),1062*

(20) *H.T. Colebrooke, "On the Vedas, or Sacred Writings of the Hindus," Asiatic researches, or, Transactions of the Society instituted in Bengal for inquiring into the history and antiquities, the arts, sciences and literature of Asia 8 (March 3, 1808): 382-84.*

(21) *Karel Werner, "The indo-europeans and the indo-aryans: the philological, archaeological and historical context." Annals of the Bhandarkar Oriental Research Institute 68, no.4 (1987)*

(22) *Griffith Ralph Thomas Hotchkin, The Hymns of the Rigveda (Benares, India: E J Lazarus and Co, 1896), 1/xv, xvi.*

(23) *Rigveda, 1:1:1-3*

(24) *Ibid, 1:116:5*

(25) *Arthur Anthony Macdonell, Kātyāyana , and Ṣaḍguruśiṣya , Kâtyâyana's sarvânukramanî of the Rigveda: With Extracts from Shadgurusishya's Commentary Entitled vedârthadîpikâ (Oxford, U.K: Clarendon Press, 1886), 40.*

(26) *J. Eggeling, The Satapatha Brahmana, vol. XXVI (Oxford, U.K: Clarendon Pr., 1885),Kanda: 14: 4,5,19.*

(27) *Vedas, or, the Scriptures of the Hindus (Calcutta, India: Society for the Resuscitation of Indian Literaure, 1900), 19-21.*

(28) *Rigveda, 10:90*

(29) *Athravaveda, 10:7:20*

(30) *Ibid, 13:14:38*

(31) *Ibid, 19:54:3*

(32) *Ibid, 11:07:24*

(33) *Rigveda,5:2:11*

(34) *Ibid, 1: 62: 13*

(35) *Ibid, 1: 47: 2*

(36) *Ibid, 1:61:4*

(37) *John Muir, Original Sanskrit texts on the origin and history of the people of India, their religion and institutions. (London: Trubner & Co, 1872) 217-18*

(38) نہال سنگھ ،رگ وید،ایک مطالعہ (لاہور: نگارشات، 2019)، 16

(39) *Hermann Kulke and Dietmar Rothermund, History of India (London, U.K: Routledge, 2016), 30.*

(40) *David W. Anthony, The Horse, the Wheel, and Language: How Bronze-Age Riders from the Eurasian Steppes Shaped the Modern World (Princeton, NJ, New Jersy: Princeton University Press, 2008), 408,445.*

(41) *David, The Horse, the Wheel, and Language, 33-35*

(42) *Witzel, Michael (2001). "Autochthonous Aryans? The Evidence from Old Indian and Iranian Texts" (PDF). Electronic Journal of Vedic Studies (EJVS).* **=7** *67-115:65–1 :(3)*

(43) *Witzel, Michael (2019). "Beyond the Flight of the Falcon". In Thapar, Romila (ed.). Which of Us are Aryans?: Rethinking the Concept of Our Origins.*

(44) *John Muir, Original Sanskrit texts on the origin and history of the people of India, their religion and institutions. (London: Trubner & Co, 1872), 225.*

(45) *Roshen Dalal, The Vedas: An Introduction to Hinduism's Sacred Texts. (UK: Penguin,), 14*

(46) *Surendra Chandra, "After Millennia a Tradition Is Reborn," June 12, 2018, https://indiafacts.org/after-millenia-tradition-reborn-vaidika-bharata/.*

(47) *Arthur Macdonell, A History of Sanskrit Literature. (New York, USA: D Appleton and Company,1900), 40.*

(48) *Arthur Anthony Macdonell, Kaťyāyana , and Ṣaḍgurusiṣ́ya , Kaťyaŷana's sarvaňukramanī̂ of the Rigveda: With Extracts from Shadgurusishya's Commentary Entitled vedar̂thadiṗikâ (Oxford, U.K: Clarendon Press, 1886), 886.*

برہمن قدیم زمانے ہی سے ویدوں کے حصہ مناجات کی ایسی فہرستیں تیار کرتے تھے جو وید ہی کی طرح نسل در نسل منتقل کی جاتی تھیں اور جن میں ہر مناجات کے اولین لفظ، منتروں کی تعداد، اس مناجات کے شاعروں یا رشیوں اور ان کے خاندانوں کی تفصیل، جس دیوی یا دیوتا کی مدح میں وہ مناجات ہے اسکا نام اور جس وزن میں اس مناجات کو مرتب کیا گیا ہے اس کی تفصیل وغیرہ مذکور ہوتی تھی، رگوید کی سب سے عمدہ انکر منی کتیاینا कात्यायन،م200ق م کی سرِوَانکرَمنِی सर्वानुक्रमणी گردانی گئی ہے۔)

(49) *Arthur Macdonell, A History of Sanskrit Literature,45/ Max Muller, Physical Religioun, 60. / John Murdoch. An Account of the Vedas: With Numerous Extracts from the Rig-Veda. (London, United Kingdom: The Christian Literature Society, 1897),8. / Maurice Bloomfield, The Religion of the Veda: The Ancient Religion of India, from Rig-Veda to Upanishads. (New York: G.P Putnam's Sons, 1972), 28.*

(50) *Max muller, physical religioun , 62-63*

(51) *Vedic india by zzne ide, a ragozn, 1902. London, 115*

(52) *Rigveda, 9:1:4*

(53) *Ibid, 9:1:6*

(54) *Arthur Macdonell, A History of Sanskrit Literature, 44 / Maurice Bloomfield, The Religion of the Veda: The Ancient Religion of India, from Rig-Veda to Upanishads, 29.*

(55) *Arthur Anthony Macdonell, Kaťyāyana , and Ṣaḍgurusiṣ́ya , Kaťyaŷana's sarvaňukramanī̂ of the Rigveda: With Extracts from Shadgurusishya's Commentary Entitled vedar̂thadiṗikâ (Oxford, U.K: Clarendon Press, 1886), 886*

(56) *Rigveda 8:1:33*

(57) *Ibid,8:2:41*

(58) *Colebrooke, H.T. "On the Vedas, or Sacred Writings of the Hindus." Asiatic researches, or, Transactions of the Society instituted in Bengal for inquiring into the history and antiquities, the arts, sciences and literature of Asia 8 (March 3, 1808): 394–395.*

(59) *Wilson, H. H. Rig-Veda Sanhita: A Collection of Ancient Hindu Hymns, Constituting Part of the Seventh and the Eighth Ashtaka of the Rig-Veda. (Bangalore, India: The Bangalore Press, 1888), viii*

(60) *Radhakrishnan, The Cultural Heritage of India, 183*

(61) *John Dowson,. A Classical Dictionary of Hindu Mythology and Religion: Geography, History and Literature. (London, UK: Trubner and Co, 1888),201*

(62) *Hermann Kulke, and Dietmar Rothermund. A History of India. (London: Routledge, 2016),116.*

(63) *Maurice Bloomfield, The Religion of the Veda,32*

(64) *H. H. Wilson, Rig-Veda Sanhita: A Collection of Ancient Hindu Hymns, Constituting Part of the Seventh and the Eighth Ashtaka of the Rig-Veda., ix.*

(65) *Rangasami L. Kashyap, Shukla Yajur Veda samhitā: Text in devanāgari, Translation and Notes. (Bangalore: Sri Aurobindo Kapāli Sāstry Institute of Vedic Culture, 2012),8.*

(66) *Maurice Phillips,. Teaching of the Vedas. (New York, USA: Longs man green and co, 1895), 02.*

(67) *Ray, Ganga Sagar. "Shakha of the Yajurveda in Puranas." Purana Vasant Panchami Number 7, no. 1 (January 1965): 6–7.*
https://archive.org/details/puranavolvii015193mbp/page/n49/mode/2up

(68) *Albrecht Weber, The History of Indian Literature. Translated by John Mann and Theodor Zachariae. (London, UK: Kegan Paul, Trench Trubner @ Co, 2002), 86*

(69) *Dutt, Manmatha Nath, ed. A Prose English Translation of Vishnupuranam (Based on Professor H .H. Wilson's Translations. (Calcutta, Indıa: Elysium Press, 1896), 42,43.*

(70) *John Murdoch, An Account of the Vedas: With Numerous Extracts from the Rig-Veda. (London, United Kingdom: The Christian Literature Society, 1897), 9.*

(71) *Ralph T. H. Griffith, The Texts of the White Yajurveda: Translated with a Popular Commentary. (Banaras, India: E.J. Lazarus and Co, 1899),xviii*

(72) *John Murdoch, An Account of the Vedas:With Numerous Extracts from the Rig-Veda,9.*

(73) *Ralph T. H. Griffith, The Texts of the White Yajurveda: Translated with a Popular Commentary. (Banaras, India: E.J. Lazarus and Co, 1899),xviii*

(74) *Ray, Ganga Sagar. "Shakha of the Yajurveda in Puranas." Purana Vasant Panchami Number 7, no. 1 (January 1965): 6–17.*

(75) *Vedas or the scriptures of the hindus, 49.*

(76) *Griffith, The Texts of the White Yajurveda,xviii.*

(77) *Ray, Ganga Sagar. "Shakha of the Yajurveda in Puranas." Purana Vasant Panchami Number 7, no. 1 (January 1965): 6–17.*

(78) *J. Eggeling, The Satapatha Brahmana, vol. XXVI (Oxford, U.K: Clarendon Pr., 1885), xiv.*

(79) *Albrecht Weber, The History of Indian Literature. Translated by John Mann and Theodor Zachariae. (London, UK: Kegan Paul, Trench Trubner @ Co, 2002), 105.*

(80) *Ray, Ganga Sagar. "Shakha of the Yajurveda in Puranas." Purana Vasant Panchami Number 7, no. 1 (January 1965): 6–17.*

(81) *Ibid: 13,14.*

(82) *V.M. Bedaker, "The Story of Sukha in the Mahabharata and the Puranas: A cmoparitive Study." Purana Vasant Panchami Number 7, no. 1 (January 1965): 107.*

(83) *Albrecht Weber, The History of Indian Literature, 130*

(84) *Ray, Ganga Sagar. "Shakha of the Yajurveda in Puranas." Purana Vasant Panchami Number 7, no. 1 (January 1965): 6–17.*

(85) *Albrecht Weber, The History of Indian Literature. Translated by John Mann and Theodor Zachariae. (London, UK: Kegan Paul, Trench Trubner @ Co, 2002), 89.*

(86) *Ibid*

(87) *Ibid*

(88) *Paul Deussen, Sixty Upanishads of the Veda, vol. 1 (Delhi, India: Motilal Banarsidass, 1997), 217-219.*

(89) *Ralph Griffith, tran., The Samaveda Samhita (Delhi, India: Sri Satguru Publications, 2010), iv.*

(90) *Arthur A Macdonell,. A History of Sanskrit Literature.(New York, USA: D Appleton and Company, 1900), 171*

(91) *John Murdoch, An Account of the Vedas: With Numerous Extracts from the Rig-Veda,10.*

(92) *Guy Beck, Sonic Theology:Hinduism and Sacred Sound, (USA: University of South Carolina Press, 1993), 230*

(93) *Albrecht Weber, The History of Indian Literature, 12.*

(94) *Vedas or the scriptures of the hindus,61.*

(95) *Ibid*

(96) *Ibid*

(97) *Frits Staal, Discovering the Vedas: Origins, Mantras, Rituals, Insights, (Penguin, pages, 2009), 74,80,81*

(98) *John Dowson,. A Classical Dictionary of Hindu Mythology, 17*

(99) *Murice Bloom Field, tran., The Atharvaveda, vol. 42 (Oxford, U.K: Oxford University Press, 1897), 1.*

(100) *B. R. Modak, The Ancillary Literature of the Atharva-Veda: A Study with Special Reference to the Pariśistas (New Delhi, India: Rashtriya Veda Vidya Pratishthan, 1993), 393-394.*

(101) *Albrecht Weber, The History of Indian Literature, 146*

(102) *Arthur A Macdonell,. A History of Sanskrit Literature.(New York, USA: D Appleton and Company, 1900), 185.*

(103) *Max Mu̇ller, A History of Ancient Sanskrit Literature. (London, UK: Williams and Norgate, 1860),455*

(104) *Patrick Olivelle, Upaniṣhads, (London: Oxford University Press, 1998),1-17*